ذکرِ مصحفی

از
(جناب نثار احمد صاحب فاروقی - یونیورسٹی لائبریری - دہلی)

(۲)

مصحفی نے یہ جو لکھا ہے کہ میرے اجداد "نوکری خانۂ بادشاہ"[1] کرتے تھے اس سے محل کی یہی نجی خدمات چوبداری، آبکاری، تامجاں برداری، چاکری وغیرہ مراد ہیں اور ان خدمات پر بیشتر کلال ہی فائز کئے جاتے تھے۔

در اصل قوم کلال کے تین پیشے رہے ہیں۔ ابتدائی زمانے میں اس کے بیشتر افراد شراب کشید کرتے اور فروخت کرتے تھے۔ چناں چہ قصبہ امروہہ کے قریب بھی ایک موضع سرسہ خمار ابھی تک اس پر شاہد ہے یہ کلالوں کی آبادی تھی اور یہاں کے باشندے زیادہ تر شراب فروشی کرتے تھے۔ "خمار" کا لفظ اسی کی یادگار ہے۔

جب رفتہ رفتہ شہروں اور ریاستوں میں اُن کا گذر ہوا تو "خدمتگاریٔ بادشاہ" اور "چوبداری" وغیرہ عہدوں پر سرفراز ہونے لگے۔ کچھ لوگوں نے غالباً آب رسانی (سقہ گیری) کا پیشہ بھی اختیار کرلیا۔

مصحفی کے متعلق ایک مقامی روایت یہ بھی مشہور ہے کہ وہ اسی سقہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ صداقت سے یکسر خالی نہیں ہوسکتی۔ اس کی تصدیق کسی نہ کسی حد تک مصحفی کے اپنے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ اُن کے جدِ اعلیٰ نظام الدین، دکن میں ایک سقہ کے گھر فروکش ہوئے تھے جو خاندانِ سادات میں پانی پہنچاتا تھا اور نظام الدین نے بھی اس کے ساتھ کچھ دنوں تک یہ خدمت انجام دی تھی۔ ممکن ہے کہ نظام الدین کا خاندانی پیشہ بھی آب رسانی ہو۔ اسی لئے وہ دکن میں اپنے ہم پیشہ کے ہاں مقیم ہوئے ہوں۔ خود مصحفی

[1] مصحفی: تذکرۂ ہندی / ۲۴۷

نے اپنے بعض اشعار میں اس پیشے کے مناسبات اور استعارے استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ بقول محمد حسین آزاد "ایک سقنی کو دیکھ کر شیخ صاحب کی شوخیٔ طبع کے منہ میں پانی بھر آیا ہے"[1]

پانی بھرے ہے یارو یاں قرمزی دوشالا — لنگی کی سج دکھا کر سقنی نے مار ڈالا
کاندھے پہ مشک لے کر جب قد کو خم کرے ہے — کافر کا نشۂ حسن ہو جاتے ہے دوبالا
دریائے خوں میں کیوں کر ہم نیم قد نہ ڈوبیں — لنگی کے رنگ سے جب واں تا کمر ہو لالا
گرمی سے کیوں کہ میری وہ دل کو چھل نہ جاوے — چاہِ ذقن نے جس کے پیاسوں کو مار ڈالا
اے مصحفی بہشتی سننے نہ آئیں کیوں کر — اس ریختے میں تو نے عالم نیا نکالا

لیکن جیسا کہ مفتی عبد القادر غمگین رام پوری نے اپنے قلمی روزنامچے میں لکھا ہے کہ کچھ افراد حصولِ تعلیم کے بعد 'مولوی' اور 'منشی' بھی ہو گئے تھے بلکہ کہنا چاہیئے کہ تعلیم نے اُن کے جوہر چمکا دیئے۔ "امروہہ کے شرفائے کلال میں درویش علی خاں منصب دار پنج ہزاری عہدِ فرخ سیر میں نامور اور ذی مرتبت ہوئے"[2] جد و جہد آزادی کے جانباز سپاہی مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی بھی اسی قوم کے نامور فرزند تھے اور خود ہمارے موضوع "مصحفی" کی ذات شرف و افتخار کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ عربی مقولہ کہتا ہے: بِجِدِّی لا بِجَدِّی کُلُّ مَجدی۔

لفظ "کلال" کی تحقیق | مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لفظ "کلال" کی تحقیق بھی کر لی جائے۔ مؤلف تاریخ امروہہ نے مراۃ آفتاب نما کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ "شراب فروش را کراں (یا کلار) می گویند، فرقۂ دیگر است"[3] یہ غلط فہمی پر مبنی ہے تمام فرہنگ نویس متفق ہیں کہ کلال (بفتحِ اول) شراب فروش کو اور کُلال (بضمِ اول) کوزہ گر کو کہتے ہیں۔ عربی میں اس لفظ کا مفہوم اعضا کی سستی، تکان، تھکن اور

۱۔ محمد حسین آزاد: آبِ حیات / ۲۔ عباسی: تحقیق الانساب / ۳۵۱ ۳۔ ماسبق / ۲۵۵

شکستگی وغیرہ آتا ہے وہ قطعاً خارج از بحث ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لکھتے ہیں:

"کلال (ع) اسم مذکر: شراب کھینچنے اور بیچنے والا۔ مے فروش۔ بادہ فروش۔ آبکار خمار۔ ہندوؤں کا ایک فرقہ جس کا پیشہ شراب فروشی ہے۔ پاسی۔ جیسے "کلال کی بیٹی ڈوبنے چلی لوگوں نے کہا کہ متوالی ہے"

مجھ مست کے ہیں حال پہ کیا کیا عنایتیں
ساقی کا میں غلام ہوں بندہ کلال کا (صہبا)

گلے پڑے ہے جو ہر ایک کے یہ دختر رز
لگایا تو نے یہ منہ او کلال کے کیسا؟ (نصیر دہلوی)

"کلال خانہ (ف) اسم مذکر: شراب خانہ۔ مے کدہ۔ مے خانہ۔ خرابات۔ پاسی خانہ وہ جگہ جہاں شراب کشید ہوتی ہے۔ شراب فروشی کی دکان۔"[1]

حکیم ضامن علی جلال لکھنوی نے بھی کلال کے معنی شراب فروش لکھے ہیں۔[2]
جرمنی کا مشہور فرہنگ نویس ایف اشٹاین گیس بھی کلال کے معنی (potter) (کمہار) اور کلال خانہ کا مفہوم تاڑی خانہ لکھتا ہے:[3]

[Kalal Khana
A place where arrack is Sold
an arrack farm (an Indian term]

مؤلف فرہنگ جہانگیری نے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے اور مختلف مثالوں کے ذریعے اس کا مفہوم واضح کر دیا ہے۔

"کلال با اول مفتوح۔ تارک سر باشد و آں را چکاد نیز خوانند۔ شمس فخری فرماید:

نہد برائے شرف خاکپائے او را چرخ
بجائے اکلیل کہ امروز بر فراز کلال

---

[1] سید احمد دہلوی: فرہنگ آصفیہ (۱۸۹۸ء) / ۳: ۵۳۸ [2] جلال لکھنوی: سرمایۂ زبان اردو (۱۸۸۶ء) انوار المطابع لکھنؤ / ۲۳۸ (۳) Steingass: Persian: English Dictionary (London) p 1040

و در عربی ماندگی و خیرہ شدن چشم باشد۔ کمال اسماعیل در خطاب با داماد گوید:

مرغکے چوں تو سبک پائے ندیدم ہرگز — کہ نہ آسائشِ من دانی و نے رنجِ کلال

و بہ زبانِ ہندی شراب فروش را گویند و با اوّل مضموم کوزہ گر را نامند و آں را بتازی فخار نامند مولانا مظہری ہروی فرماید:

جاں دادن خفاش ندم کار مسیح است — ورنہ نکند از گل صد مرغ کلالی

امیر خسرو بنظم آوردہ ...

ہر کاسہ کہ ساخت ندانم چرا شکست — گردندہ آسماں کہ چو چرخ کلال گشت

بو علی قلندر گفتہ:

شرط است کہ در حکم خدا دم نزنی — ایں راز کہ گفتی تو نہ مردی نہ زنی

گِل را چہ مجالست کہ پرسد ز کلال — کز بہر چہ سازی و چرا می شکنی [1]

یہی تفصیل محمد حسین مولف برہانِ قاطع نے بھی بیان کی ہے اور لکھتا ہے کہ:

" در ہندی شراب فروش را گویند و بضم اوّل کوزہ گر و کاسہ گر را می گویند۔" [2]

خلاصۂ بحث یہ کہ یہ لفظ تین زبانوں میں مستعمل ہے اور ہر جگہ اس کے معنی جدا ہیں یعنی:

(الف) کلال۔ عربی میں خستگی، تکان اور تھکن وغیرہ کے لئے۔ (خارج از بحث ہے)

(ب) کلال۔ بروزنِ جمال۔ شراب فروش کے واسطے۔ (اور یہ ہندی یا اردو کا لفظ ہے)

(ج) کلال۔ بروزنِ کمھار۔ کوزہ گر کے معنوں میں۔ (یہ فارسی ہے اور

---

[1] فرہنگ جہانگیری (۱۸۷۶ء) مطبع ثمر ہند لکھنؤ/ ۲: ۵۳ [2] برہان قاطع (طہران) مرتبہ دکتر محمد معین/ ۳: ۱۶۷۰ اس کے حاشیے پر فاضل مرتب نے "ولیمز ۲۹۶: ۱" کے حوالے سے لکھا ہے کہ سنسکرت میں کلالہ KULALA زن کوزہ گر کو کہتے ہیں۔

بقول بعض سنسکرت میں بھی آتا ہے)

(د) کلار - یا کرال - وغیرہ بگڑی ہوئی شکلیں ہیں - صوتیات کے لحاظ سے لام اور رے کی آوازیں متبادل ہیں چناں چہ یہ الفاظ غیر فصیح ہیں - (یہ بھی خارج از بحث ہیں)

اردو کے شاعروں نے زیادہ تر یہ لفظ شراب فروش کے معنی ہی میں استعمال کیا ہے:

خواہی پیالہ خواہ سبو کیجیو کلال　　ہم اپنی خاک پر تجھے مختار کر چلے[1]

یہاں اس لفظ میں ایہام ہے اور دونوں ہی معنی مستنبط ہو سکتے ہیں - کلال (شراب فروش) کی رعایت ہی سے "پیالہ" اور "سبو" کہا ہے اور کُلال کی نسبت سے "خاک" کا لفظ آیا ہے - اس سے بالکلیہ یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اردو شعرا کے کلام میں کُلال بالعموم کمھار کے لئے (بضم اوّل) ہی استعمال ہوا ہے - جیسا کہ تحقیق الانساب کے مؤلف نے لکھ دیا ہے[2] حالانکہ دو صفحے پہلے خود انھوں نے میر ضیا ء کا یہ شعر لکھا ہے جس میں صریحاً شراب فروشی مراد ہے:

مجھ مست سے ہیں حال یہ کیا کیا عنایتیں　　ساقی کا میں غلام ہوں بندہ کلال کا

سکونت اب دو قرینے ایسے اور ہیں جن سے مصحفی کا کلال ہونا ثابت ہوتا ہے - اوّل یہ کہ امروہہ میں کلالوں کی آبادی زیادہ تر محلہ کالی پگڑی اور محلہ چوک میں ہے جن میں کچھ شیخ قیام الدین کی اولاد، کچھ شیخ جمال الدین کے اعقاب اور کچھ درویش علی خاں (منصب دار پنج ہزاری) کے اخلاف آباد ہیں - مؤلف "تاریخ اصغری" نے کالی پگڑیوں کے بیان میں لکھا ہے کہ:

"اور شیخ ولی محمد بھی یہاں سکونت رکھتے تھے جن کے بیٹے شیخ غلام ہمدانی، شعر گوئی میں استاد لاثانی مصحفی تخلص شاگرد میاں مانی کے تھے ... لکھنؤ جا کر مقیم ہوئے وہیں قضا کی۔

---

[1] مجھے یاد آتا ہے کہ صغیر بلگرامی (شاگرد غالب) نے اپنی تصنیف جلوۂ خضر میں یہ شعر زیب النسا مخفی سے منسوب کیا ہے اور تذکرہ شعرائے فرخ آبادی مرتبہ مختار الدین احمد آرزو (مشمولہ سہ ماہی "اردو ادب"، میں گنّا بیگم کی تصنیف بتایا گیا ہے۔ [2] عباسی: تحقیق الانساب / ۲۵۷

یہاں کوئی اُن کا عقب نہیں اس جہت سے اُن کا سلسلۂ نسب تحقیق نہیں ہو سکتا...[1]"

یہ امروہہ کی بہت قدیم تاریخ ہے اور غالباً اس کا مصنف مصحفی کے زمانۂ حیات میں موجود تھا اگرچہ اس کی ملاقات مصحفی سے کبھی نہیں ہوئی۔ یہی واحد ذریعہ ہے جو ہمیں شیخ ولی محمد کی سکونت کا حال بتاتا ہے اب اس بات کی تصدیق کا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ شیخ ولی محمد محلہ کالی بگڑی ہی میں رہتے تھے۔ لیکن اس کے باور نہ کرنے کی بھی کوئی معقول اور قابلِ قبول وجہ نہیں ہے کیوں کہ مؤلف تاریخ اصغری کا زمانہ مصحفی سے بہت قریب ہے اور اُن کے زمانے میں یہ بات عام طور سے معلوم و مشہور ہوگی تب ہی انھوں نے اتنے پُراعتماد لہجے میں لکھا ہے کہ "اور شیخ ولی محمد بھی یہاں سکونت رکھتے تھے"۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ امروہہ کے کلال خاندانوں میں اپنے نسب کے متعلق ایک روایت سینہ بسینہ چلی آتی ہے یہ روایت بعض جزئیات میں اختلاف ہوتے ہوئے بھی مجمع الفوائد کی مذکورہ روایت سے بہت مماثل ہے چناں چہ کلال خاندان کے ایک ممتاز فرد نے جو محلہ کالی بگڑی میں سکونت رکھتے ہیں اور مصحفی کی تالیف مجمع الفوائد سے قطعاً واقف نہیں تھے ان لفظوں میں بیان کیا:

"ہم نسلاً راجپوت ہیں۔ ہمارے آباء و اجداد راجپوت تھے اور ہمارے مُورثِ جو پہلی بار اسلام لائے وہ تاج سنگھ اور باج سنگھ تھے جو اسلام لانے کے بعد تاج خاں اور باج خاں کے نام سے موسوم ہوئے مسلمانوں اور راجپوتوں کی لڑائیوں میں وہ شہید ہوئے اور سنبھل میں ایک پُل کے قریب دفن ہوئے۔ کسی زمانہ میں موضع ...[2] پر ایک دوسرے موضع کے لوگوں نے چڑھائی کی اور گانوئں کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا۔ ایک خاتون بیگم نامی تھی جو اس وقت حاملہ تھیں ان کے ایامِ حمل پورے ہو چکے تھے وہ بھی قتل کر دی گئیں۔ بچے کی ولادت ان کے مرنے کے بعد ہوئی خدا کی

---

[1] اصغر حسین: تاریخ اصغری (۱۸۷۷ء) / ۱۳۹ [2] راوی کو موضع کا نام یاد نہیں تھا۔

قدرت سے یہ بچہ زندہ رہا اور اس کی پرورش ہوتی رہی۔ اسی بچے سے ہماری نسل چلی اور یہی ہمارے مورث ہیں"۔[1]

بعض کہن سال بزرگ مصحفی کے مکان کی نشان دہی محلہ کالی پگڑی کے اسی علاقہ میں کرتے ہیں جہاں آج کل سقوں کے مکانات ہیں۔ مصحفی نے اپنے نسب کے سلسلے میں دو روایتیں نقل کی ہیں جو ہم پہلے درج کر چکے ہیں اُن دونوں میں یہ چیز مشترک ہے کہ شیخ نظام کو ایک سقے نے پرورش کیا تھا خواہ وہ گھر سے بھاگ کر دھن گئے ہوں اور وہاں ایک سقے کے گھر مہمان بنے ہوں یا دوسری روایت کے مطابق " در غارت گری بدست سقائے افتادہ وبہ اسیری رفتہ " والا معاملہ ہوا ہو۔ لیکن ان کا تعلق اس پیشے سے کسی نہ کسی صورت میں ضرور رہا ہے۔

آباؤ اجداد بہر حال اس تفصیل کا اجمال اور اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شیخ نظام کے اخلاف میں قوم کے راجپوت کلال تھے اور اُن کے آباء و اجداد کا مسکن موضع اکبر پور رہا ہوگا مگر اُن کے والد شیخ ولی محمد امروہہ کے محلہ کالی پگڑی میں سکونت رکھتے تھے۔ یہ نظام الدین بارہ پشت اوپر گذرے تھے اُن کے بعد اس سلسلے کے لوگوں میں سے کسی کا نام معلوم نہیں ہوتا صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ مصحفی کے دادا درویش محمد تھے اور والد کا نام ولی محمد تھا جن کے چار لڑکے تھے غلام جیلانی، غلام صمدانی اور تیسرے کا نام مصحفی نے نہیں لکھا (ممکن ہے غلام ربانی یا غلام یزدانی ہوں)، چوتھے غلام ہمدانی۔ غلام جیلانی بڑے لڑکے تھے انھوں نے تیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ غالباً امروہے میں انتقال ہوا اور وہیں اپنے دادا کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ دوسرے لڑکے غلام صمدانی کی شادی ہو گئی

---

[1] سہ ماہی اردو ادب جلد ۴ شمارہ ۳/ ۱۳۹ - (مارچ ۱۹۵۵ء) مقالہ محی حسن نقوی۔
[2] مصحفی: مجمع الفوائد (قلمی) بحوالہ معاصر حصہ ۱۲

تھی مگر اولاد بچپن ہی میں مر گئی۔ اُن سے دو لڑکے یادگار تھے ایک تو شادی سے پہلے ہی تقریباً تیس سال کی عمر پاکر دنیا سے گذر گئے دوسرے کی شادی ہو گئی تھی لیکن مجمع الفوائد کی تالیف کے وقت تک کوئی اولاد اس سے نہ تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ مصحفی کے خاندان کے دوسرے افراد امروہہ میں آباد تھے اور مصحفی اُن کی خیر خبر رکھتے تھے۔

ولی محمد کے تیسرے لڑکے (جن کا نام معلوم نہ ہو سکا) شادی شدہ تھے۔ شادی کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی مگر زچہ بچہ دونوں مر گئے۔ اس کے بعد انھوں نے لباسِ فقیری پہن لیا اور ایک درویش کی خدمت میں رہنے لگے۔

ولی محمد کے چوتھے اور سب سے چھوٹے لڑکے غلام ہمدانی ہیں یہی اردو زبان وادب کی تاریخ میں مصحفی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں:

قائم مقام نام تخلص ہے مصحفی کب صفحۂ جہاں سے مرا نام گم ہوا

(باقی)

رسالہ دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند کا دینی اور علمی آرگن

گذشتہ سولہ برس سے پابندی وقت کے ساتھ جاری ہے اس کے علمی، دینی اور تبلیغی مضامین عوام وخواص میں مقبول ہیں دار العلوم دیوبند کے دینی مسلک اور اس کے علم و نظر اور فکر و تحقیق کو سمجھنے کے لئے رسالہ دار العلوم کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ دار العلوم کی روزمرہ کی سرگرمیوں کی تفصیلی روداد بھی رسالہ دار العلوم ہی میں مل سکتی ہے۔

قیمت سالانہ ہند و پاکستان سے چھ، غیر ممالک سے ۱۲ شلنگ جو منی آرڈر یا بغیر کراس کئے ہوتے برٹش پوسٹل آرڈر کی شکل میں آنی چاہیئے۔ نمونہ کا پرچہ مفت نہیں بھیجا جاتا۔ ۲۰ کے ہندوستانی ٹکٹ روانہ کیجئے۔

پاکستانی خریدار

مولانا محمد انوری مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام محلہ سنت پورہ لائل پور (مغربی پاکستان) کو چندہ روانہ کریں۔ ارسال زر اور خط وکتابت کا پتہ:-

سید محمد ازہر شاہ قیصر، مدیر رسالہ دار العلوم دیوبند (بھارت)